يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ

دوستی اور دشمنی

قرآن وسنت اور علماء امت کی توضیحات کی روشنی میں





تالیف
فضیلۃ الشیخ ابو عمرو عبدالحکیم حسان

ترجمہ وتحقیق
فضیلۃ الشیخ ابو سیاف اعجاز احمد تنویر

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ

دوستی اور دشمنی

قرآن وسنت اور علماء کی توضیحات کی روشنی میں

تالیف:

فضیلۃ الشیخ ابو عمرو عبد الحکیم حسان حفظہ اللہ

تفہیم و تعلیق:

ابو سیاف اعجاز تنویر



مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان
Website: http://www.muwahideen.co.nr
Email: salafi.man@live.com

ساری انسانی تاریخ پر ایک طائرانہ اور سرسری نگاہ دوڑائی جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ ہر زمان و مکان میں سرکش اور باغی لشکروں کا یہ طرز عمل رہا ہے۔اسی بناء پر تو کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے؟

"لَا يَسْتَطِيعُ فَرْدٌ وَاحِدٌ أَنْ يُذِلَّ أُمَّةً بِأَسْرِهَا"

"فرد واحد کبھی ساری کی ساری امت کو ذلت ورسوائی کے گڑھے میں نہیں ڈال سکتا اس کو امت کے دیگر افراد کا ساتھ ضرور حاصل ہوتا ہے۔)

اصل ذمہ دار اور اس کا معاون سزا میں برابر:

اس بناء پر علماء کرام اور ائمہ عظام نے اپنی اپنی تالیفات وتصنیفات میں ایسی قوم کے معاملہ کو ڈسکس (Discuss) کیا ہے جس معاملہ میں بہت زیادہ لوگ شریک ہوتے ہیں ۔بعض اس معاملہ میں اصل ذمہ داران اور ایکٹو پارٹنرز (Active partners) ہوتے ہیں۔جبکہ بعض فقط معاون، مددگار اور کارکنان ہوتے ہیں۔

عربی زبان میں ایسے معاملے میں اصل ذمہ دار کو "المباشر" کہا جاتا ہے اور محض مددگار اور معاون کو "الردء" کہا جاتا ہے ۔علماء کرام نے اس مسئلہ "کیا دونوں قسم کے افراد نفع ونقصان میں، ثواب وعذاب میں اور جزاء اور سزا میں برابر ہوں گے۔" پر واضح رہنمائی فرمائی ہے۔

اس بارے میں جو راجح اور واضح موقف ہے وہ یہی ہے کہ جب کسی قوم میں بعض لوگ بعض لوگوں کی مدد و معاونت کرتے ہیں وہ ایک ہی گروہ شمار کیا جاتا ہے۔ان کا معاملہ بالکل برابر ہو گا۔چاہے کوئی اصل ذمہ دار ہو یا اس کا معاون و مددگار۔
سنتِ رسول ﷺ اور خلفاء راشدین کا عمل اسی موقف کی تصدیق وتائید کرتا ہے بلکہ اگر گہرائی (Deeply) میں جاکر دیکھا جائے تو معاملہ اس سے کہیں آگے معلوم ہوتا ہے۔رسول اللہ ﷺ سے اگر کسی قوم کا کوئی طے کیا ہوا معاہدہ ہوتا ہے۔اس کو کچھ لوگ (یعنی بڑے بڑے لیڈر اور ذمہ داران) توڑ ڈالتے اور بعض لوگ محض خاموش تماشائی بنے رہتے۔ان خاموش تماشائیوں کی خاموشی ان کی طرف سے رضا اور اقرار پر مہر تصدیق ثبت کر رہی ہوتی ۔سیدالاوّلین ولآخرین ،امام الانبیاء والمرسلین، امیرالجهاد والمجاهدین جناب محمد رسول اللہ ﷺ دونوں قسم کے افراد کے ساتھ ایک جیسا ہی معاملہ کرتے

۔حالانکہ معاہدہ توڑنے والے چند بددیانت، خائن، سرکش اور باغی ہوتے۔ ان کی بناپر ہی "نقض عہد" کی سزا تمام کو ملتی۔ قوم کے باقی افراد کی خاموشی ان کو سزا میں شامل کر دیتی۔ [89]

آئندہ آنے والی گفتگو میں ہم ان شاء اللہ اس مسئلہ کو اور زیادہ وضاحت سے پیش خدمت کریں گے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدلل و مفصل وضاحت:

مجدد ملت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَإِذَا كَانَ الْمُحَارِبُوْنَ الْحَرَامِيَّةُ جَمَاعَةٌ ، فَالْوَاحِدُ مِنْهُمْ بَاشَرَ الْقَتْلَ ، وَالْبَاقُوْنَ لَهُ أَعْوَانٌ وَ رِدْءٌ لَهُ ، فَقَدْ قِيْلَ: إِنَّهُ يُقْتَلُ الْمُبَاشِرُ فَقَط ، وَالْجُمْهُوْرُ عَلٰى أَنَّ الْجَمِيْعَ يُقْتَلُوْنَ ، وَلَوْ كَانُوْا مِائَةً ، وَ أَنَّ الرِّدءَ وَالْمُبَاشِرَ سَوَاءٌ ، وَهٰذَا هُوَ الْمَاثُوْرُ عَنِ الْخُلَفَاءِ الرَّشِدِيْنَ ، فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَتَلَ رَبِيْئَةَ الْمُحَارِبِيْنَ ، وَالرَّبِيْئَةُ هُوَالنَّاظِرُ الَّذِيْ يَجْلِسُ عَلٰى مَكَانٍ عَالٍ ، يَنْظُرُ مِنْهُ لَهُمْ مَنْ يَّجِيْئُ ، وَلِأَنَّ الْمُبَاشِرَ إِنَّمَا تَمَكَّنَ مَنْ قَتْلِهِ بِقُوَّةِ الرِّدءِ وَ مَعُوْنَتِهِ ، وَالطَّائِفَةُ إِذَا انْتَصَرَ بَعْضُهَا بِبَعْضٍ حَتّٰى صَارُوْا مُمْتَنِعِيْنَ فَهُمْ مُشْتَرِكُونَ فِي الثَّوَابِ وَالْعِقَابِ كَالْمُجَاهِدِيْنَ، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ﴿اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ......﴾

يَعْنِي أَنَّ الْجَيْشَ إِذَا مِنْهُ سَرِيَّةٌ فَغَنِمَتْ مَالًا فَإِنَّ الْجَيْشَ يُشَارِكُهَا فِيْمَا غَنِمَتْ ، لِأَنَّهَا بِظَهْرِهِ وَ قُوَّتِهِ تَمَكَّنَتْ لٰكِنْ تُنَفِّلُ عَنْهُ نَفْلًا ، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ أَنْصَارُهَا مِنْهَا فِيْمَا لَهُمْ وَعَلَيْهِمْ۔" [90]

---

89 جرم کرنے والا ایک ہو مگر باقی افراد کی تائید اس کو حاصل ہو تو عذاب میں سب شریک ہوتے ہیں اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قوم ثمود کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ○ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَ نُذُرِ○ إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ○﴾ (القمر=۵۴:۲۹-۳۱)

"انہوں نے اپنے ساتھی (قدار بن سالف) کو آواز دی جس نے وار کیا اور اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔ پس کیونکر ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔ ہم نے ان پر ایک چیخ بھیجی پھر وہ ایسے ہو گئے جیسے کانٹوں کی روندی ہوئی باڑ۔"

اسی طرح تیسویں پارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَا○ إِذِ انْبَعَثَ أَشْقٰهَا○ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَ سُقْيٰهَا○ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰهَا○﴾ (الشمس=۹۱:۱۱-۱۴)

"(قوم) ثمود نے اپنی سرکشی کے باعث جھٹلایا۔ جب ان میں ان کا بڑا بدبخت اٹھ کھڑا ہوا۔ انہیں اللہ کے رسول (جناب صالح علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ کہ اللہ کی اونٹنی اور اس کے پینے کی باری کی (حفاظت کرو)۔ ان لوگوں نے اپنے پیغمبر کو جھوٹا سمجھ کر اس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں، پس ان کے رب نے ان کے گناہوں کے باعث ان پر ہلاکت ڈالی۔ پھر ہلاکت کو عام کر دیا اور اس بستی کو برابر کر دیا۔" مذکورہ بالا دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ اونٹنی کی ٹانگیں کاٹنے والا ایک شخص تھا۔ مگر باقی افراد کا اس کو تعاون، تائید اور ہلاشیری حاصل تھی۔ اس وجہ سے وہ سب کا برابر جرم سمجھا گیا اور سب پر ہی عذاب نازل ہوا۔

”جب اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے والے ﴿مُحَارِبُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ اور کسی شخص کو ناجائز قتل کرنے والے افراد ایک پوری جماعت اور گروہ کی شکل میں ہوں اور ایک ان میں سے اصل ذمہ دار، سرکردہ اور سرغنہ ہو۔ باقی افراد اس کے معاون، مددگار اور چیلے چمچے ہوں۔ تو اس بارے میں ایک قلیل اور شاذ قسم کی رائے یہ ہے کہ صرف بڑے سرغنہ کو ہی بدلے میں قتل کیا جائے گا اور اس کے معاونین اور حامیوں کو چھوڑ دیا جائے گا۔ جبکہ علماء اسلام، فقہاء عظام اور محدثین کرام میں سے اکثر وپیشتر کا فتویٰ یہی ہے کہ وہ (سرغنہ لیڈر اور اس کے معاونین) سب کے سب قتل کر دیے جائیں گے، اگرچہ ایک قتل میں سو افراد شریک ہوں۔ اس لیے کہ سرکردہ لیڈر و قائد اور اس کے حامی و مددگار اس بارے میں ایک دوسرے کے ساتھ جرم میں برابر کے حصہ دار ہیں۔ خلفائے راشدین سے بھی یہی موقف منقول ہے۔ خلیفہ ثانی، مرادِ رسول سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے محاربین (ڈاکوؤں اور لٹیروں) میں شامل اس شخص کو بھی قتل کروایا تھا جو کسی اونچی جگہ بیٹھ کر فقط قتل و غارت کرنے والے گروہ کو معلومات فراہم کر رہا تھا۔ اور ان کے لیے ریکی (جاسوسی) کر رہا تھا۔

”رَبِیْئَۃ“ اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی بلند ٹیلے اور مقام پر بیٹھ جاتا ہے اور وہاں سے وہ تمام حالات وواقعات اور اپنے ہدف کے بارے میں معلومات جمع کرتا ہے اور اپنے گینگ کے افراد کو بدستور پہنچاتا ہے۔ تاکہ وہ اس کے مطابق اپنی منصوبہ بندی کر سکیں۔ کوئی بھی ڈاکو اور قاتل اپنے دشمن کو قتل کرنے کی قدرت اس وقت پاتا ہے جب اس کو اپنے کسی ماتحت اور جیالے کی مدد ومعاونت حاصل ہو۔

لہٰذا یاد رکھیے! یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ جب بعض لوگ بعض کا تعاون کریں اور سپورٹ فراہم کریں۔ پھر اس تعاون اور سپورٹ کے نتیجے میں وہ ایک مضبوط اور ناقابل تسخیر قوت والی جماعت اور گروہ بن جائیں۔ پھر وہ جو بھی اچھا یا برا کام سرانجام دیں گے تو اس کے ثواب وعذاب اور نفع ونقصان میں سب کے سب شریک اور پارٹنر ہوں گے اور ایک اچھے کام کو سرانجام دینے کی بات کو مجاہدین کی مثال سے سمجھا جا سکتا ہے۔[90]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

90 مجموع الفتاوی 28...../318,312,311

(اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَاءُ هُمْ: يَسْعٰى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ وَ يُجِيْرُ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ ـ يَرُدُّ مُشِدُّهُمْ عَلٰى مُضْعِفِهِمْ وَ مُتَسَرِّيْهِمْ عَلٰى قَاعِدِهِمْ لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ ، وَلَا ذُوْ عَهْدٍ فِيْ عَهْدِهٖ ـ) [91]

① اہل اسلام کے خون برابر ہیں: یعنی سزا میں کسی کے ساتھ کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔ قانونِ اسلام کی نظر میں سب مجرم برابر ہیں۔

② معمولی مسلمان بھی کسی کافر کو امن فراہم کر سکتا ہے۔ اور اس معمولی مسلمان کے معاہدۂ امن کو پورا کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

③ اسی طرح کسی دور دراز علاقے میں رہنے والا مسلمان بھی کسی کافر کو پناہ دے سکتا ہے۔ اگر چہ اس سے قریب والا شخص بھی موجود ہو۔

④ اپنے مخالفین کے مقابلے میں مسلمان یکمشت اور متحد ہوتے ہیں۔

⑤ جس شخص کی سواریاں طاقتور اور تیز رفتار ہوں وہ اس شخص کو اپنے ساتھ لے کر چلے جس کی سواریاں کمزور اور سست رفتار ہوں۔

⑥ اسی طرح اگر کسی بڑے لشکر میں سے ایک گروہ الگ کر کے کسی کاروائی پر بھیجا جائے۔ اس گروہ میں شامل ہر شخص اپنے دشمن کے علاقہ سے جو بھی مال غنیمت حاصل کرے اس مال غنیمت میں سے اس شخص کو بھی ضرور حصہ دے جو پیچھے لشکر میں بیٹھا رہا ہے۔ اگر چہ وہ اس کاروائی میں شامل نہیں ہوا۔ جس سے یہ مال غنیمت حاصل ہوا ہے۔

---

[91] صحیح ابی داؤد=کتاب الجهاد: باب فی السریة ترد علی أهل العسكر، الحدیث239 وكتاب الدیات: باب أیقاد المسلم بالكافر، الحدیث: 3797- صحیح سنن النسائی=كتاب القسامة: باب القود بین الاحرار والممالیك فی النفس، الحدیث: 4412، 4413- وباب سقوط القود من المسلم للكافر، الحدیث: 4421، 3320- صحیح ابن ماجة=كتاب الدیات: باب المسلمون تتكافأ دماء هم، الحدیث: 2172-2174، مسند احمد: 2/122، 119، 192، 180، 215، 211

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس گفتگو کے آخر میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ کسی بھی مضبوط و مستحکم گروہ کے معاون ، مددگار اور عام فوجی بھی اس گروہ کے ساتھ شامل سمجھے جاتے ہیں۔ جو نفع و نقصان اور جزاو سزا اس گروہ میں بڑے بڑے لیڈروں کو حاصل ہوگی وہی اس گروہ کے عام کارکنان اور ورکرز (workers) کو بھی حاصل ہوگی۔

علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت:

علامہ ابن قدامہ المقدسی فرماتے ہیں:

"وَحُكْمُ الرِّدْءِ مِنَ الْقُطَّاعِ حُكْمُ الْمُبَاشِرِ ، وَبِهٰذَا قَالَ مَالِكٌ وَ اَبُوْحَنِيْفَةَ ، وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: "لَيْسَ عَلَى الرِّدْءِ اِلَّا التَّعْزِيْرُ ، لِاَنَّ الحَدَّ يَجِبُ بِارْتِكَابِ المَعْصِيَةِ فَلَا يَتَعَلَّقُ بِالْمُعِيْنِ كَسَائِرِ الْحُدُوْدِ" وَلَنَا: أَنَّهُ حُكْمٌ يَتَعَلَّقُ بِالْمُحَارَبَةِ ، فَاسْتَوٰى فِيْهِ الرِّدْءِ وَالْمُبَاشِرُ كَاسْتَحْقَاقِ الْغَنِيْمَةِ ، وَذَالِكَ لِاَنَّ الْمُحَارَبَةَ مُبْنِيَةٌ عَلٰى حُصُوْلِ المَنَعَةِ وَالْمُعَاضِدَةِ وَالْمُنَاصَرَةِ ، فَلَا يَتَمَكَّنُ الْمُبَاشِرُ مِنْ فِعْلِهِ اِلَّا بِقُوَّةِ الرِّدْءِ بِخِلَافِ سَائِرِ الْحُدُوْدِ ـ فَعَلٰى هٰذَا اِذَا قَتَلَ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ ثَبَتَ حُكْمُ الْقَتْلِ فِيْ حَقِّ جَمِيْعِهِمْ وَاِنْ قَتَلَ بَعْضُهُمْ وَ أَخَذَ بَعْضُهُمُ الْمَالَ جَازَ قَتْلُهُمْ وَ صُلْبُهُمْ كَمَا لَوْفَعَلَ الْاَمْرَيْنِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ"[94]

"ڈاکوؤں اور لٹیروں میں جو حکم اور سزا کاروائی کرنے والے اصل افراد کی ہوگی وہی حکم اور سزا ان کو تعاون پیش کرنے والوں کی ہوگی۔ امام مالک رحمۃ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اس بارے موقف ذرا مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں: تعاون پیش کرنے والے کو وہ "حد" نہیں لگے گی جو اصل ڈاکو اور لٹیرے کی ہے۔ بلکہ تعاون پیش کرنے والے کو کچھ تعزیر (یعنی مناسب سزا) ہوگی۔ اس لیے کہ اصل حد صرف کسی جرم کا ارتکاب کرنے والے پر ہی لگتی ہے۔ کسی تعاون کرنے والے کو اصل "حد" نہیں بلکہ کوئی مناسب سزا ہی دی جاسکتی ہے۔ جس طرح تمام حدود کا معاملہ ہے۔

الغرض کسی بڑی جہادی کاروائی کے لیے جاتے ہوئے راستہ میں کوئی چھوٹی کاروائی کرنے والوں کو چھوتھائی حصہ دینا اور واپس آتے ہوئے راستہ میں کسی چھوٹی کاروائی میں حصہ لینے والوں کو تہائی حصہ دینا عدل وانصاف کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ بلکہ دین اسلام نے جس جس کو جو حصہ اور حق دیا ہے اور جہاں جہاں رکھا ہے وہ عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کے مطابق بالکل درست اور صحیح مقام پر رکھا ہے۔

94 المغنی: 8/297، کتاب الحدود، طبعة عالم الکتب

اس بارے میں ہمارا موقف یہ ہے کہ ڈکیتی والا معاملہ "محاربہ" سے تعلق رکھتا ہے۔اس میں اصل مجرم اور معاون بالکل برابر ہیں ۔جس طرح مال غنیمت میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اصل ذمہ دار اور معاون مال غنیمت میں برابر حصہ دار ہوتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ محاربہ (لوٹ مار کی کاروائی) میں قوت وطاقت،رعب ودبدبہ کا ہونا لازمی امر ہے ۔یہ چیزیں بغیر ایک دوسرے کی مدد ومعاونت کے ممکن ہی نہیں۔جب تک کاروائی کرنے والے اصل ذمہ دار کو کسی معاون کا تعاون میسر نہیں آئے گا وہ اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنا ہی نہیں سکتا۔لہٰذا ہم اس معاملہ کو حدود والے معاملے پر قیاس نہیں کرسکتے ۔یہی وجہ ہے کہ جب کسی شخص کو ڈاکوؤں میں سے صرف ایک آدمی ہی قتل کرڈالے سزا میں تمام ڈاکو شامل کیے جائیں گے ۔اگر بعض قتل کرنے والے اور بعض مال لوٹنے والے ہوں تو ان سب کو قتل اور سولی کی سزا میں برابر سمجھا جائے گا۔بالکل ایسے جیسے ڈکیتی کی کاروائی میں ہر شخص ہی قتل کرتا اور مال لوٹتا تو ان کو سزا میں برابر سمجھا جاتا۔(ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقتباس کا ترجمہ مکمل ہوا)

سعودی عرب میں فتوٰی صادر کرنے والی کمیٹی کا فتوٰی:

جب کوئی شخص کسی گروہ کی طرف منسوب ہوتا ہو اور اس کا مددگار ہو تو آیا اس کا حکم وہی ہوگا جو باقی گروہ کا حکم ہوگا؟اس متعلق سے موجودہ دور کے علماء کے فتاوٰی میں وہ فتوٰی بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے جو مملکت سعودیہ کی مستقل کمیٹی "لُجْنَۃُ الدَّائِمَۃُ لِلبُحُوثِ العِلْمِیَّۃ وَالْاِفْتَاء" نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے جاری کیا ہے ۔سوال کچھ یوں ہے :اہل تشیع کے اثنا عشری رافضیوں میں سے جو عوام الناس ہیں۔علماء و قائدین نہیں ان کا کیا معاملہ اور حکم ہے؟علاوہ ازیں کوئی بھی فرقہ اور گروہ جو ملت اسلامیہ سے خارج ہے،اس کے علماء اور عوام الناس میں کفر وفسق کے اعتبار سے کوئی فرق ہوگا کہ نہیں؟افتاء کمیٹی نے اس سوال کا درج ذیل جواب ارشاد فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہُ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ آلِہِ وَ صَحْبِہِ وَ بَعْدُ : مَنْ شَایَعَ مِنَ الْعَوَامِ اِمَامًا مِنْ أَئِمَّۃِ الْکُفْرِ وَالضَّلَالِ وَانْتَصَرَ لِسَادَتِہِمْ وَکُبَرَاءِ ھِمْ بَغْیًا وَ عَدْوًا حُکِمَ لَہُ بِحُکْمِہِمْ کُفْرًا وَ فِسْقًا : قَالَ تَعَالٰی : ﴿یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَۃِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُہَا عِنْدَ اللّٰہِ وَ مَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ تَکُوْنُ قَرِیْبًا ، اِنَّ اللّٰہَ لَعَنَ الْکٰفِرِیْنَ وَ اَعَدَّ لَہُمْ سَعِیْرًا ، خٰلِدِیْنَ فِیْہَآ اَبَدًا لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ، یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْہُہُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ، وَ قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ کُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ، رَبَّنَآ اٰتِہِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَ الْعَنْہُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا﴾